قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعرات 14/ جولائی 2022ء | 14/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 14/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:143

فرمان رسولؐ

حضرت ابومسعود انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر ایک مُد اناج ملتا (تو وہ اسے صدقہ کر دیتے) اور اب ان میں سے بعضوں کا یہ حال ہے کہ ایک ایک لاکھ درہم ان کے پاس موجود ہیں۔ جو مزدوری کر کے چندے دیا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الاجارۃ باب من آجر نفسہ لیحمل علی ظھرہ ثم تصدق بہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

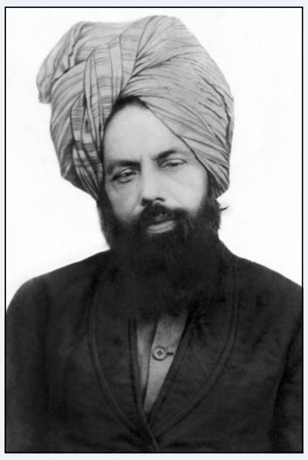

میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے۔ اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعے سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

• اے ملک ہند! کیا تجھ میں کوئی ایسا باہمّت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو فقط اِسی شاخ کے اخراجات کا متحمل ہو سکے۔ اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اے خداوند خدا تُو آپ اِن دلوں کو جگا۔ اسلام پر ابھی ایسی مفلسی طاری نہیں ہوئی۔ تنگدلی ہے ایسی تنگدستی نہیں۔ اور وہ لوگ جو کامل استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں۔ کسل اور سردمہری اور بدظنی سے کبھی دین کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ بدظنّی ویران کرنے والی گھروں کی اور تفرقہ میں ڈالنے والی دلوں کی ہے۔ دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں کی بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آ گیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سُن کر کیا جواب دیتے ہو۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 30-31)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ

(البقرہ:268)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو کچھ تم کماتے ہو اس میں سے اور اس میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے نکالا ہے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے جو قربانیوں کے نمونے قائم کئے ہیں ان کے نظارے بھی عجیب ہیں۔ آج بھی ہمیں جو قربانیوں کے نظارے نظر آتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ بڑوں کی تربیت کا اثر ہوتا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی اپنی اولاد کی تربیت اور ان کے لئے دعاؤں کا نتیجہ ہے اور سب سے بڑھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے لئے دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ جس درد سے آپؑ نے اپنی جماعت کی تربیت کرنے کی کوشش کی ہے جن کا ذکر حضور علیہ السلام کی تحریرات میں مختلف جگہ ملتا ہے اور جس تڑپ کے ساتھ آپؑ نے اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے دعائیں کی ہیں، تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے دعائیں کی ہیں۔ یہ وہی پھل ہیں جو ہم کھا رہے ہیں۔ مردہ درخت انہیں دعاؤں کے طفیل ہرے ہو رہے ہیں جن میں بزرگوں کی اولادیں بھی شامل ہیں اور نئے آنے والے بھی شامل ہیں۔ ایک دور دراز علاقے کا آدمی جو عیسائیت سے اسلام قبول کرتا ہے اور پھر قربانیوں میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مَیں ہر وقت قربانی کرتا رہوں اور اگر بس چلے تو کسی کو آگے آنے ہی نہ دوں۔ تو یہ سب کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ آپؑ کے زمانے میں یہ قربانیوں کے معیار قائم ہوئے جن کی آگے جاگ لگتی چلی جا رہی ہے۔ اس لئے اگر یہ معیار قائم کرنے ہیں تو اس زمانے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں، اپنے اندر اس قوت قدسی سے پاک تبدیلی پیدا کرنے والوں کے بھی جو ذکر ہیں ان کا ذکر چلتا رہنا چاہئے…

(خطبہ جمعہ 7جنوری 2005ء)

اس شمارہ میں

- تیری تصویر اگر تیرا بدل ہو جائے (منظوم)
- اَلتَّاجِرُ الصَّدُوۡقُ الۡاَمِیۡنُ (الحدیث)
- حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ آف لاہور اور حضرت مرزا سلطان محمود بیگؓ آف پٹی کا تعارف
- اسلام اور تصویر کشی
- آؤ! اُردو سیکھیں
- جو ہے خدا کا آدمی اس کی ہے سلطنت الگ

دربارِ خلافت

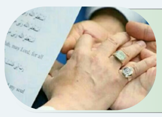

ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض کیا ہے؟ اور یہ کہ آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس اصولی بات کے بعد جو پہلی بات مَیں کرنا چاہتا ہوں، وہ جیسا کہ مَیں نے کہا، ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کیا ہے؟ اور یہ کہ آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ اس کے لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی مَیں بیان کروں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآنِ شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹّی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہوگیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اس قدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے‘‘۔ فرمایا کہ: ’’اِس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 9 ایڈیشن 2003ء)

اور یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی بات نہیں ہے بلکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں اور قرآنِ شریف کی سچائی کو دنیا میں قائم کرنے کے بارے میں اپنے لٹریچر میں، اپنی کتب میں، اپنے ارشادات میں جس طرح روشنی ڈال گئے ہیں، وہ آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قرآنِ شریف کی سچائی کو دشمنوں پر ثابت کر رہا ہے۔

مَیں نے مختلف موقعوں پر مختلف مثالیں دی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پہلوؤں کو غیروں کے سامنے بیان کیا جائے تو کس طرح وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اگر یہی سیرت ہے، یہی تعلیم ہے تو ہم غلطی پر تھے۔ کچھ عرصہ ہوا اپنی کسی تقریر میں کینیڈا کے ایک مخالفِ اسلام کی مَیں نے مثال دی تھی جس نے ڈینش اخباروں کے کارٹون بھی اپنے رسالے میں، اپنے اخبار میں شائع کئے تھے۔ اُس نے جب اس دفعہ دورے میں وہاں میری بات سنی ہے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں اُسے علم ہوا تو وہ اپنے اخبار میں یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ امام جماعت احمدیہ کی بات سن کر مجھے حقیقت کا علم ہوا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ اسی طرح گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ امریکہ میں ایک بڑے سیاستدان نے جمعہ کے حوالے سے غلط قسم کا پروگرام اپنے ریڈیو میں دیا یا باتیں کیں۔ اس پروگرام کو سننے والوں کی تعداد بھی بہت بڑی ہے، لاکھوں میں ہے۔ اس پر جمعہ کی اہمیت اور حقیقت قرآن کریم کی رُو سے کیا ہے؟ اس بارہ میں ہمارے ایک احمدی نوجوان نے اپنا آرٹیکل لکھا، ویب سائٹ پر دیا۔ پھر اس شخص کو لکھا گیا۔ یہ وہاں کا بڑا پولیٹیکل لیڈر ہے، مشہور آدمی ہے کہ تم نے غلط کہا ہے، اب ہمیں بھی ریڈیو پر وقت دو۔ چنانچہ اُس نے وقت دیا۔ یہ بہر حال اُس کی شرافت تھی اور ہمارے ایک احمدی نوجوان نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ریڈیو پر جمعہ اور اُس کے حوالے سے قرآن کے تقدس کے بارے میں بات کی تو اُس نے یہ تسلیم کیا کہ میری غلطی تھی اور اس پروگرام کو بھی لاکھوں افراد نے سنا۔ اور یہ سب بھی اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حقیقی اسلامی تعلیم کا پتہ چلتا ہے۔ پس یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں بتایا، ہمیں حقیقت سے آشکار کیا، اسی وجہ سے ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے بھیجا تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دنیا پر روشن کریں، قرآن کریم کی تعلیم کو، حقیقت کو آشکار کریں۔ پس اس وجہ سے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی عظمت اور قرآن کریم کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور وقار دنیا میں دوبارہ آپ کے ذریعہ سے قائم ہو رہا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم کسی بھی وجہ سے کسی احساسِ کمتری کا شکار ہوں اور نوجوانوں کو اس بارے میں حوصلہ رکھنا چاہئے۔ جہاں جہاں بھی نوجوان ایکٹو (active) ہیں اللہ کے فضل سے مخالفین کا منہ بند کر رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 16؍ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تیری تصویر اگر تیرا بدل ہو جائے

تیری تصویر اگر تیرا بدل ہو جائے
میری ہر شام ہی پھر شامِ غزل ہو جائے

جو بھی جاتا ہے تری بزم کا ہو رہتا ہے
جو بھی چاہے کہ اٹھے، آج سے کل ہو جائے

آج پھر آس بندھی مجھ کو ترے آنے کی
منہدم پھر نہ مرا تاج محل ہو جائے

کوئی اعجاز ہے یا حسنِ عقیدت ہے کہ بات
تیرے ہونٹوں سے نکلتے ہی عمل ہو جائے

اپنے ہر اشک کو لفظوں میں پروئے رکھو
شاخ سے گر کے نہ یہ پھول نخل ہو جائے

یہ ہنر میرا نہیں اس کی دعا ہے عابد!
جو مرا اشک گہر، لفظ کنول ہو جائے

مبارک احمد عابد۔ امریکہ

دعا کا تحفہ

جنت میں گھر بنانے کی دعا

فرعون جو اپنی مومنہ بیوی پر بھی تبدیلی مذہب کے باعث جبر و تشدد روا رکھتا تھا اس کے مظالم سے بچنے کی یہ دعا اس کی بیوی نے کی۔ روایات میں مذکور ہے کہ دعا قبول ہوئی اور فرعون کی بیوی کو اسی دنیا میں جنت کا گھر دکھایا گیا۔

رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۲﴾

(التحریم: 12)

اے خدا! تو اپنے پاس ایک گھر جنت میں میرے لئے بھی بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کی بداعمالیوں سے بچا اور اسی طرح (اس کی) ظالم قوم سے نجات دے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 19 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اداریہ

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ (الحدیث)

سچا اور دیانتدار تاجر کون ہوتا ہے؟

آج کے اداریہ کا عنوان حدیث النبویؐ کے مبارک الفاظ ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ

(جامع ترمذی۔کتاب البیوع)

ترجمہ: سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے۔

• ایک اور روایت میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّھَدَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات)

ترجمہ: دیانت دار اور سچا مسلمان تاجر بروز قیامت شہداء میں شامل سمجھا جائے گا۔

پہلی حدیث پر نظر پڑتے ہی سورۃ النساء کی آیت 71-70 ذہن میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

اب اس حدیث کو سورۃ النساء کی آیت کے ساتھ ملا کر دوبارہ غور سے پڑھیں تو ایک بہت ہی لطیف مضمون ابھر کر سامنے آتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے ایک سچے مسلمان اور دیانتدار شخص کی طرح تجارت کرے گا۔ اس کا شمار انبیاء، صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہو گا۔ یہ حدیث جماعت احمدیہ کے موقف بابت ختم نبوت کی تائید کر رہی ہے۔ نیز اس سلسلہ میں ہمارے عقیدہ کے حق میں ایک بیّن دلیل بھی ہے۔

یہاں عنوان بالا میں مادی تجارت تو مراد ہے ہی مگر روحانی اور دینی تجارت بھی مراد ہے جو ہر مومن، مسلمان اپنے اللہ سے کرتا ہے۔جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّف میں یوں فرمایا

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

(الصّف: 11- 12)

یہ روحانی و دینی تجارت وہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات پر پورا پورا ایمان لا کر اللہ کے راستے میں اپنے اموال و نفوس کے ذریعہ مجاہدہ کرنا ہے۔ ہمارا اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ سودا کرنا بہت منافع میں ہو گا اور اس پر مستزاد یہ کہ یہ تجارت ہمیں عذاب الیم سے بھی نجات دلائے گی۔

پھر انہی آیات کے بعد فرمایا۔

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے اَنصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کون ہیں جو اللہ کی طرف راہ نمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔

(الصّف: 15)

گویا کہ انبیاء، صدیقوں اور شہداء میں سے ہوں گے جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ بلند کئے رکھیں گے۔ اور یہ گروہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے دشمنوں پر فتح پائیں گے۔

سورۃ الصّف سے اگلی سورۃ الجمعہ کی آخری آیت میں دینی تجارت کے مقابل پر مادی تجارت کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ جو گھاٹے اور خسارے کا سودا ہے۔ اگر رزق حلال کے متمنی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے ملاپ اور تعلق والی تجارت کرنی ہو گی جو سود مند تجارت ہے۔ جبکہ مادی تجارت اگر اسلامی اصولوں پر نہ کی جائے تو وہ لَھْوٌ یعنی محض کھیل اور دل کا بہلاوہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس بھی اور آپؐ کے صحابہؓ نے بھی اپنے اپنے ادوار میں تجارتیں کیں۔ جہاں تک مادی تجارت کا تعلق ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو پہلے سے ہی الامین، الصدوق کے نام سے مشہور تھے۔ آپؐ نہایت دیانتداری اور بہت کامیابی سے تجارت کرتے تھے۔ آپؐ نے صاف ستھری تجارت کو بہترین ذریعہ معاش قرار دیا۔ ترازو اور ناپ تول کو جھکتا ہوا رہنے کی تلقین فرمائی۔ بازار میں آنے سے قبل مال پر قبضہ کرنے اور سودا کرنے سے منع فرمایا۔ ذخیرہ اندوزی، جھوٹ اور دھوکہ دہی سے منع فرمایا۔ قیمتوں میں اعتدال رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ایک قیلہ نامی خاتون تجارت کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تجارت کے اصول یوں بیان کئے کہ مال خریدتے وقت کم قیمت بتا کر آہستہ آہستہ اوپر آتی ہوں اور مال فروخت کرتے وقت مال کی اصل قیمت سے زیادہ بتا کر آہستہ آہستہ کم کرتی جاتی ہوں۔ جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے ایک ہی قیمت پر سودا کرنے یا فروخت کرنے کی ہدایت فرمائی۔

(ابن ماجہ ابواب التجارت)

جس کو آج کل Fixed price بولتے ہیں۔ ساڑھے چودہ سو سال پہلے پیارے آقا ﷺ کے اس سنہری اصول کی جو آج پیروی کرتا ہے وہ اپنی تجارت میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار سے گزرتے ہوئے ایک مسلمان تاجر کے غلّہ میں نیچے تک ہاتھ ڈالا تو کچھ نمی محسوس کی اور فرمایا مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا کہ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ابواب التجارت)

لہٰذا تجارت کرتے وقت غلّہ یا اپنی کسی بھی چیز میں عیب کو چھپانے یا ہیرا پھیری کرنے سے سودے میں برکت نہیں رہتی، اور مسلمان آنحضور ﷺ کی صف میں سے بھی باہر نکل جاتا ہے۔ بھاؤ بڑھانے کے لئے بولی دینے کو بھی ناپسند فرمایا۔ کوئی سودا کر رہا ہے اس کے سودے پر سودا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ الغرض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دیانت داری سے تجارت کی اور صحابہ کرامؓ کو بھی دیانتداری سے تجارت کرنے کی تلقین فرمائی۔

ہماری جماعت میں بھی خلفائے کرام بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ کے تاجروں کو اسلامی اصولوں کے مطابق تجارت کرنے اور حلال پیسہ کمانے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ارشادات تجارت کے شعبہ میں کامیابی کے گر سمجھے جاتے ہیں اور سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمایا کرتے تھے کہ معمولی منافع کے ساتھ اپنی چیزوں کو فروخت کیا کرو۔ اگر کم قیمت پر فروخت کرو گے تو اشیاء کی فروخت کثرت کے ساتھ ہونے کی وجہ سے منافع اتنا ہی ہو گا۔ جتنا آپ مہنگے نرخ پر اشیاء فروخت کر کے حاصل کرو گے۔

مجھے بچپن میں یاد ہے کہ ربوہ میں ایک خواجہ صاحب ہوا کرتے تھے جو ساتھ کے شہر سے فروٹ لا کر منافع کے معمولی مارجن کے ساتھ اپنا سامان فروخت کر کے دوپہر سے قبل ہی فارغ ہو کر گھر چلے جایا کرتے تھے۔ جبکہ دوسرے فروٹ فروش شام تک گاہکوں کی راہ تکا کرتے تھے۔ ایسے دیندار اور ایماندار کاروباری حضرات کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی عمدہ خوشخبری سنائی کہ ایسے تجار کا شمار انبیاء، صدیق اور شہداء میں سے ہو گا۔ اور تجارت بہت سود مند چیز ہے۔ انبیاء نے بھی کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی۔

لیکن آج کے مادی اور خود غرضی پر مبنی دور میں مسلمانوں میں ایسے تاجر کثرت سے پائے جاتے ہیں جو تجارت میں جھوٹ، دھوکہ دہی، ہیرا پھیری کا سہارا لیتے ہیں۔ بالا نرخوں پر اشیاء فروخت کرتے ہیں گندے اور داغی فروٹ یا اناج کو اچھے طریق پر Show کر کے فروخت کر دیتے ہیں۔ حج صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اپنے نام کے ساتھ الحاج یا حاجی لکھ کر ان کا کاروبار چمکے گا۔بعض نام نہاد اللہ اور رسول کا نام لینے والے حج پر جانے سے پہلے ہی اپنی نیم پلیٹ (Name Plate) پر حاجی لکھوا کر جاتے ہیں۔ تا کہ لوگ ان کے واپس آنے تک ان کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ حالانکہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سب دکھاوا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں ہے۔ دوران تجارت دکانیں بند کر کے نمازیں با جماعت ادا کرتے ہیں اور گاہکوں کو دھوکہ دینا عبادت سے زیادہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آج کل تو بہت سے تاجروں نے دکانوں میں قرآن کریم رکھے ہوئے ہیں۔ وقت ملنے پر شور شرابے میں ہی گاہکوں کو دکھلانے کی خاطر تلاوت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ کی دعا سے محروم رہتے ہیں۔ میں نے پاکستان میں ایک ٹی وی شو میں اینکر اور مہمان کو منڈی بہاؤ الدین میں ایک احمدی دوست کی شاہ تاج شوگر ملز کے حوالہ سے گفتگو کرتے سنا کہ وہ احمدی کی ہے لیکن ان کا تول اور بیوپاریوں سے ڈیلنگ مثالی ہے۔ کبھی کسی کا غبن نہیں کرتے اور نہ کسی کا پیسہ مارتے ہیں۔ جبکہ عام طور پر دوسری جگہوں میں اس کے برعکس ہے۔

* مجبور لوگوں کو مہنگے داموں غلہ فروخت نہ کرنے کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ

میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ہم سب بھائی (یعنی خاکسار و برادران میاں جمال الدین مرحوم و میاں امام الدین صاحب) مسائل فقہی کی بناء پر گاہے بگاہے بدین طریق تجارت کرتے تھے کہ غلّہ خرید کر ضرورت کے موقع پر غرباء کو کسی قدر گراں نرخ پر بطور قرض دے دیتے اور فصل آئندہ پر وصولی قرضہ کر لیتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام کا دعویٰ ظاہر ہو گیا تو اس وقت بھی ایک دفعہ غلّہ خرید کیا گیا

کہ غرباء کو دستور سابق دیا جائے۔ جب قادیان گیا تو مجھے خیال آیا کہ حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرلوں۔ چنانچہ حضورؑ کی خدمت میں سوال مفصل طور پر پیش کر دیا۔حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا:۔

’’تمہیں ایسے کاموں کی کیا ضرورت ہے؟‘‘ جس لہجہ سے حضورؑ نے جواب دیا وہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ایسے کام بہت ناپسند ہیں۔ پس واپس آ کر ہم نے ارادہ ترک کر دیا اور بعد ازاں پھر کبھی یہ کام نہ کیا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 249-250)

ان کے مقابل پر مغربی دنیا میں تجارت میں دیانتداری اور شفافیت نظر آتی ہے جو اصول آج سے 1400سال قبل اللہ تعالیٰ نے وضع کئے ان کو غیروں نے اپنا لیا اور مسلمانوں نے ان رہنما اور مفید اصولوں کو خیر باد کہہ ڈالا۔ اسی لئے آج مغرب کی مارکیٹ، دنیا کی تجارت پر حکومت کر رہی ہے۔ یہاں Overdate کے قریب آنے پر اشیاء گاہک کو آگاہ کر کے سستے داموں فروخت کر دی جاتی ہیں اور ہمارے ہاں overdate کے لیبل پر نیا لیبل لگا کر اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بعض اشیاء مضر صحت اور زہریلی ہوجاتی ہیں اور اس طرح انسانی زندگیوں سے کھیلا جاتا ہے۔ یہاں بڑے بڑے اسٹورز میں Till پر بیٹھے بندے یا بندی کو غلط چیز نظر آئے تو وہ خریدنے والے کو متنبہ کر دیتے ہیں۔بعض اوقات وہ مسلمان کی ہیئت اور شکل دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ آپ کے لئے حلال نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں اس چیز کو الٹا پلٹا کر دھوکہ کے ساتھ اشیاء میں رکھ دیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

دیانت داری سے کام کرنا اور مالک کا حق ادا کرنا بھی ایک تجارت ہے جس کا درست اور دیانت داری سے حق ادا کرنا بھی ہمیں یورپ میں نظر آتا ہے۔

کسی نے سچ کہا تھا کہ اگر مسلمان دیکھنے ہوں تو اسلامی ریاستوں میں دیکھ لیں اور اگر اسلام اور اس کی عملی تصویر کو دیکھنا ہے تو مغربی دنیا کا رُخ کرو۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ اسلامی ملکوں میں مسلمان تو نظر آتے ہیں لیکن اسلام نظر نہیں آتا، اور غیر مسلم ممالک میں مسلمان نظر نہیں آتے مگر اسلام نظر آتا ہے۔

اب آخری حصہ میں اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ کو روحانی معنوں میں لاگو کر کے اسلامی تعلیم کو اجاگر کر کے دیکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں بانیٔ اسلام سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بطور اسوہ دیکھنا ہوگا۔ آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلا حصہ عوام الناس کے لئے دوسرا حصہ اہلِ خانہ کے لئے اور تیسرا حصہ اپنے خالق حقیقی کے لئے۔ گو ان تینوں کے حقوق کی ادائیگی روحانی تجارت میں آتی ہے۔جس میں آپؐ اپنی مثال آپ تھے۔لیکن اپنے خالق کے حقوق ادا کرنے کی تجارت میں بھی آپؐ دیانت دار تھے۔ اور مثالی رنگ رکھتے تھے۔ لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت، لمبا قیام، لمبے لمبے رکوع و سجود کہ پاؤں سوج جائیں اور اپنے اللہ کے حضور اس رنگ میں گڑگڑانا کہ جیسے ہنڈیا ابلنے کی آواز آ رہی ہو۔ نمازیں وقت پر ادا کرنا۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضورؐ ہمارے پاس موجود ہوتے جونہی اذان کی آواز سنتے تو ایسے نماز کی ادائیگی کے لئے جاتے جیسے ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعے ایسی تجارت کی کہ آپؐ کی خوبصورت تلاوت سے صحابہؓ عش عش کر اٹھتے۔ الغرض حقوق اللہ و حقوق العباد ہر دو میدان میں آپؐ نے بہت عمدہ تجارت کی۔ ایسی تجارت جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ جسے آج رواج دینے کی ضرورت ہے نہ کہ ایسی نمازوں اور عبادت کی جو دکھاوے کی ہوں۔

آج اس میدان میں ہم جماعت احمدیہ کو من حیث الجماعت اور انفرادی طور پر ہر فرد جماعت کو نمایاں حیثیت میں دیکھتے ہیں۔ اور آج غیر بھی اس کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ آدمی تو بہت اچھا ہے، نمازی ہے، روزے دار ہے، ایماندار ہے اور رشوت نہیں لیتا مگر ہے قادیانی۔

تو آج اس روحانی و دینی تجارت میں بھی احمدی صف اول میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر دو معانی میں اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ بن کر دنیا بھر میں بالخصوص مسلم دنیا میں دیانت داری کا لوہا منوائیں تا ہمارا اشمار انبیاء، صدیق اور شہداء میں ہو سکے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

(ابو سعید)

بقیہ: اسلام اور تصویر کشی...... از صفحہ 7

بقیہ: اسلام اور تصویر کشی...... از صفحہ 7

السلام نے اپنے فوٹو کو در و دیوار پر آویزاں کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضور کا حکم ادارہ جات پر بھی اسی طرح اطلاق پاتا ہے جیسے گھروں اور دوکانوں وغیرہ پر۔‘‘

(الفضل 18 دسمبر 1964ء صفحہ 3)

نیز اسی طرح ’’حضورؑ کے ایک صحابی محترم حبیب الرحمن صاحب کی روایت ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے پہلا فوٹو لیا گیا تھا میں نے وہ فوٹو خریدا اور اس پر فریم اور شیشہ بھی لگوایا۔ جب میں قادیان میں گیا اور حسب دستور تنہائی میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے جناب ممدوح سے عرض کیا کہ میں نے حضور کا فوٹو خریدا ہے۔ اگر حضور کی اجازت ہو تو اس کو اپنی نشست گاہ میں دیوار پر لگایا جاوے۔ حضور نے فرمایا نہیں ہمارا اس فوٹو سے ہرگز یہ منشا نہ تھا۔۔۔۔ میں نے عرض کیا کہ اب اس کو خرید چکا ہوں اس کو کیا کیا جاوے؟

فرمایا:- کہ کسی صندوق میں ڈال چھوڑو ایسی جگہ نہ رکھو کہ لوگ آئیں اور دیکھیں اس طرح تصویروں کی پرستش شروع ہوجاتی ہے۔ پس میں نے اسی دن سے وہ فوٹو الماری میں رکھا ہوا ہے۔‘‘

(الفضل 18 دسمبر 1964ء صفحہ 3)

پھر وہ کیا وجہ تھی جس بنا پر آپؑ نے اپنی عکسی تصویر اتروائی؟

حضرت مسیح موعودؑ کی فوٹو گرافی (عکاسی) کرنے کا مقصد

حضرت مسیح موعودؑ اس تعلق سے خود فرماتے ہیں۔

’’ہم نے اپنی تصویر محض اِس لئے اتروائی تھی کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویر بھیج دیں کیونکہ اُن لوگوں کا عام مذاق اس قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہیں ساتھ ہی اُس کی تصویر دیتے ہیں جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 24-25 ایڈیشن 1984ء)

نیز آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مَیں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اُس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علمِ فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک مَیں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔

وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جنّ حضرت سلیمان کے لیے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل کے پاس مدت تک انبیاء کی تصویریں رہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبریل علیہ السلام نے دکھلائی تھی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 366)

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ۔

’’دنیا میں دعوے تین قسم کے لوگ کرتے ہیں ایک مجنون لوگ کرتے ہیں دوسرے دکاندار لوگ بھی کرتے ہیں مثلاً ایک فقیر گدی والا ہے چوری ہو رہی ہے دو غلام موجود ہیں کوئی کسی کو بات نہیں کرنے دیتے۔ تیسرے راستباز لوگ ہوتے ہیں۔ یورپ میں جب حضرت کی دعوت پہنچی تو ان لوگوں کے خط آئے کہ ہمیں تصویر دکھائی جائے کہ وہ پاگل تو نہیں ہے۔شکل سے معلوم ہوسکتا ہے یہاں ایک پڑھی لکھی عورت ہے جو پاگل ہے۔ اس کو ہر ایک معلوم کر لیتا ہے۔حضرت صاحب اب یورپ میں ہر ایک کے گھر کب ہو سکتے ہیں اس ضرورت کے واسطے تصویر بنائی گئی۔‘‘

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 290)

ان اعلیٰ اغراض کے خاطر جون 1899ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پہلا فوٹو لینے کی غرض سے لاہور سے تعلق رکھنے والے صحابی حضرت میاں معراج الدین صاحب عمرؓ انارکلی بازار لاہور سے گردھر لعل نامی ایک فوٹوگرافر لے کر آئے۔ اس فوٹوگرافر نے حضورؑ کے تین فوٹو لئے۔ خداتعالیٰ کے اس فرستادہ کا ایک فوٹو پورے قد کا جبکہ دو فوٹو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کی حالت میں بعض خوش قسمت اصحاب کے ہم راہ لیے گئے۔ اس موقع پر فوٹوگرافر نے حضورؑ سے لباس اور نشست سے متعلق بھی معروضات کیں۔ مگر حضور نے انتہائی سادگی اور بے تکلفی سے فوٹو کھنچوایا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 57 و تاریخ احمدیت لاہور مصنفہ شیخ عبد القادر سابق سوداگرمل لاہور صفحہ 107)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اس پہلے فوٹو کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

’’سب سے پہلا فوٹو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیا گیا... اِس ضرورت کے لئے تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ میں اشاعت کے واسطے ایک کتاب تصنیف کرنے کا ارادہ کیا تھا۔جس کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب نے انگریزی میں کرنا تھا۔ اور تجویز ہوئی کہ چونکہ یورپ میں ایسے قیافہ شناس اور مصوران تصاویر بھی ہیں۔ جو صرف تصویر کو دیکھ کر کسی شخص کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرتے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہوگا کہ اس کتاب کے ساتھ مصنف اور مترجم کی تصاویر بھی لگا دی جائیں۔ اس غرض کے لئے لاہور سے ایک فوٹوگرافر منگوایا گیا۔‘‘

(ذکرِ حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 299)

گو اس حقیقت سے آج ہر مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہم احمدی مسلمانوں کا فرض ہے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات یعنی انسان کی خدمت کے لئے بنائی ہے اس لئے اس کا صحیح استعمال آج ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے ہمیں بیسویں صدی کی ہر ایجاد سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر مبارز احمد ربانی۔ لندن

حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ آف لاہور اور حضرت مرزا سلطان محمود بیگؓ آف پٹی

حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب آف لاہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہؓ میں شامل تھے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب نے اپنے چچا حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب کے متعلق اخبار الفضل (2 اور 13 مارچ 1928) میں آپؓ کے حالات زندگی کے بارے میں ایک جامع مضمون تحریر فرمایا۔ اس کے علاوہ آپؓ کے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب نے اپنی ڈائری ''حیات مبارک'' میں آپؓ کی زندگی کے بارے میں جو تحریر کیا اس کا کچھ حصہ تاریخ احمدیت جلد 23 میں اور کچھ ذکر اخبار الفضل میں بھی شائع ہو چکا ہے (الفضل انٹرنیشنل 13مئی 2016 اور روز نامہ الفضل آن لائن 31 مارچ 2021)۔ خاکسار اپنے پڑ نانا جان حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب کی اس ڈائری میں سے آپؓ کے بارے میں (حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب آف لاہور) کچھ مزید غیر مطبوعہ حصہ اخبار روز نامہ الفضل آن لائن کے قارئین کے ساتھ شیئر کرنے کی توفیق پا رہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

حضرت مرزا سلطان محمود بیگ صاحبؓ آف پٹی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور صحابی تھے جن کا مختصر ذکر بھی اس ڈائری میں موجود ہے۔ آپؓ حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب کے کلاس فیلو اور قریبی دوست تھے۔ آپؓ کی زندگی کے بارے میں کچھ معلومات پہلے سے جماعت کے لٹریچر میں محفوظ ہیں (روز نامہ الفضل 15 جون 1958)۔ آپؓ کی شخصیت کے چند پہلو کچھ مزید اضافے کی غرض سے خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اخبار الفضل کی شکل میں جماعت کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا ہے جس کے ذریعے ہم صحابہؓ کی سیرت کے مختلف پہلوں سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب نے اپنے والد صاحبؓ اور حضرت مرزا محمود بیگ صاحبؓ آف پٹی کے بارے میں اپنی ڈائری میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کو آپؓ کے الفاظ میں من وعن خاکسار نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں وضاحت کر دی گئی ہے۔

حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ آف لاہور

حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب کے بارے میں بیان کیا: آپؓ کی زندگی ایک دیندار اور متقی انسان کی زندگی تھی اور اس بات کی شہادت حضرت پیر افتخار احمدؓ صاحب جو حضرت مولانا نور الدینؓ صاحب خلیفہ اول مرحوم ومغفور کی اہلیہ محترمہ صغراں بی بی کے بھائی تھے دیا کرتے تھے کہ آپؓ کو ہم صوفی کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ہر روز دیر تک انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھا کرتے تھے۔قرآن کریم کی تلاوت اور ادائیگی نوافل کا از حد شوق تھا۔ نہایت خاموش اور قانع انسان تھے۔ بچپن سے ہی دینی معاملات میں دلچسپی لیا کرتے تھے۔ آپؓ کو بائبل کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور اس پر عبور تھا۔ ایک بات جو آپؓ کو تکلیف دیتی وہ یہ کہ پادری لوگ اکثر اسلام پر اعتراضات کیا کرتے تھے اور مسیح کی افضیلت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بہت گندی نقطہ چینی کرتے تھے جس سے آپؓ کا دل بہت سخت بیزار ہوتا۔ الغرض جب آریہ سماج اور عیسائی حلقوں کی طرف سے اس قسم کے حملے جاری تھے اور کئی لوگ ہندو اور مسلمانوں میں سے مذہب عیسوی اختیار کر رہے تھے آپؓ بیان کرتے ہیں کہ انہیں دنوں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی اور اسلام کی بے نظیر خدمت کی۔ اسلام پر آپؑ کے لکچر بھی ہوئے جو آپؓ نے سنے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اس زمانے میں حمایت اسلام کے لئے نہ اٹھتے تو قریب تھا کہ وہ بھی عیسائی ہو جاتے۔ مگر حضرت مرزا صاحبؑ کے طفیل انہیں اسلام کو ترک کرنے سے بچا لیا۔

حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب مزید لکھتے ہیں: آپؓ اشراک کی نماز بھی باقاعدہ پڑھتے اور بعض اوقات تہجد بھی پڑھا کرتے تھے۔ استغفار کرتے، وظائف اسماء الٰہی کرتے۔ شیخ سعدیؒ کے اشعار پڑھتے۔ رو رو کر ہمارے لئے دعائیں کرتے کہ یا الٰہی میرے بچوں کو عمر اور سعادت عطا کر اور انہیں کسی کا محتاج نہ کر۔ یہ فارسی شعر تو تمام عمر ہی رو رو کر پڑھا کرتے:

اے کریمے کہ از خزانہ غیب گبرو ترسا وظیفہ خورداری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ بادشمناں نظر داری

ترجمہ:

اے وہ داتا جو غیب کے خزانے سے آتش پرست اور عیسائی کو روزی پہنچاتا ہے
دوستوں کو تو کب محروم کرے جب کے تو دشمنوں کی بھی دیکھ بھال رکھتا ہے

مجھے سوئے پڑے خواب میں بھی آپؓ کی دعاؤں کی آواز آیا کرتی تھی۔ آپؓ کے رونے سے مجھ پر ایک عجیب حالت طاری ہو جاتی۔ گلی محلے کے لوگ سب ان کی عزت کرتے۔ بازار گلی میں سے گزرتے تو دھیان سیدھا رکھتے۔گلی میں داخل ہوتے تو نظر نیچے کر لیتے اور شرمیلی نگاہوں سے گھر میں داخل ہوتے۔ انہیں اکثر مولوی کہا جاتا تھا۔ دفتر سے آنے کے بعد آپؓ ایک دو گھڑے کوئیں سے پانی لاتے۔

بچوں کی تربیت کی طرف آپؓ کی خاص توجہ تھی۔ آپؓ کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ بچے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کریں۔سکول میں حافظ صاحب کے پڑھانے کے باوجود آپؓ خود گھر میں بچوں کے سکول جانے سے پہلے اور آنے کے بعد پڑھایا کرتے۔سکول میں بھی جاکر پتہ لیتے۔قرآن کریم کے معاملے میں سستی ہو جانے پر سختی کرتے لیکن اس بات کا بھی دھیان رکھتے کہ جس دن زیادہ سختی ہو جاتی تو اس دن خاص طور پر دفتر سے آتے وقت بچے کی دلجوئی کے لئے کوئی لڈو پیڑہ یا موسم کا پھل لے آتے۔ دودھ میں جلیبی ڈال کر بھی دیتے تھے لیکن بچے کو خوش کرنے میں بھی رعب رکھا کرتے تھے۔ اہلیہ (حضرت برکت بی بیؓ) کو اشارہ کرتے تھے کہ تم اسے کھلا دو اور بچہ ان کے اس سلوک سے سختی بھول جایا کرتا تھا۔

آپؓ تحریر کرتے ہیں: جب 1904 کا زلزلہ آیا تو مکان نہایت بری طرح سے ہلنا شروع ہوا۔ ہر طرف محشر برپا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مکان ابھی گرا کہ ابھی گرا۔ زلزلے عام آیا کرتے تھے۔ طاعون پڑتی تو بڑے زور سے۔ ہیضہ آتا تو خطرناک طور پر تباہی کرتا ہیضے کی وجہ سے ہمارے گھر کے آگے پیچھے اور سامنے کے گھروں میں اموات ہوئیں اور رونے اور چلانے کی آوازیں آنے لگیں تو والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے مجھے اور باقی بچوں کو جگائے رکھا کہ وضو کرو اور نفل پڑھو چنانچہ کئی روز تک رات کو اٹھ کر تہجد پڑھا کرتے۔ میں نے بھی رو رو کر دعائیں کیں۔

طبیعت میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا۔ ہر وقت آفتوں کا خیال تھا۔ ادھر لوگ حضرت صاحبؑ کو مخول (مذاق) چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت ہم شہر چھوڑ کر میراں دی کھوئی یعنی باغبانپورے کے راستہ پر آباد ہوئے۔

حضرت مرزا سلطان محمود بیگؓ آف پٹی

حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب لکھتے ہیں: حضرت مرزا سلطان محمود بیگ صاحبؓ آف پٹی کو والد صاحب سے بہت عقیدت تھی اور ہمارے ساتھ خاص ہمدردی تھی۔ آپؓ تقریباً تیس سال کے تھے جب یہ ایف۔ اے میں میرے ساتھ شامل ہوئے۔ غالباً کوئی ملازمت چھوڑ کر آئے تھے۔ داخل تو ہو گئے مگر ہر اتوار اپنے اہل وعیال کو ملنے کے لئے پٹی چلے جایا کرتے تھے۔ کالج کی تعلیم کی طرف اتنا خیال نہ تھا جتنا کہ نماز روزہ نوافل مذہبی گفتگو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔ وہ اول تو کالج بے قاعدہ ہو کر حاضر ہوتے۔ اگر حاضر ہو جاتے تو تیاری نہ ہوتی۔ امتحان کے دنوں میں بھی لیمپ جلا کر چارپائی کے قریب ایک چھوٹی سی میز پر رکھ لیتے۔حضرت صاحبؑ کی کتاب آئینہ کمالات اسلام یا براہین احمدیہ کا مطالعہ کرتے۔ کتاب میز پر رکھ کر سو جاتے۔ رات کے دو بجے تک پڑھتے اور صبح ۹ بجے تک سوتے رہتے۔مرزا محمود بیگؓ صاحب کو اپنی صحت برقرار رکھنے کا بہت شوق تھا۔ زنجبیل کی پنیاں منگوا کر رکھ لیتے اور روز کھاتے۔ انہیں موسم کی گرمی کا خیال نہ تھا۔ اخروٹ بھی کثرت سے کھاتے۔ میں بہترا انہیں سمجھاتا مگر وہ ایک نہ سنتے۔ ایک دو دفعہ میں نے کہا کہ ملازمت چھوڑ چھاڑ بڑھاپے میں کالج آئے۔ بال بچے چھوڑ میاں آپ حضرت صاحبؑ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اگر یہی کام کرنا تھا تو گھر میں کیوں نہ رہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ: آپ کو تو کالج کے امتحان کا فکر ہے مگر مجھے عاقبت کا خیال ہے۔ مجھے آخری امتحان کا فکر ہے۔ مرزا محمود بیگؓ صاحب کو صوفیاء اکرام کی صحبت کا شوق تھا۔ آپؓ ایک دعا گو انسان تھے۔ گوجرہ کے قیام کے دوران آپؓ میرے بہت ہی خیر خواہ تھے اور ہمارے تعلقات برادرانہ تھے۔

حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب آف لاہور اور حضرت مرزا سلطان محمود بیگ صاحبؓ آف پٹی کے بارے میں اس ڈائری میں جو کچھ محفوظ تھا وہ تمام مواد اس مضمون کے شائع ہونے کے ساتھ مکمل ہو گیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان صحابہؓ کی نیکیاں جاری کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

حلیم خان شاہد۔ مربی سلسلہ کٹک، اڈیشہ، انڈیا

اسلام اور تصویر کشی

بت پرستوں نے دکھائیں وہ بہت عیاریاں
پھر بھی قسمت میں رہیں ان کے سدا ناکامیاں
وصل کے رشتے کی رہزن ہے ہر ایک تصویر یاں
اصل کی تو ایک بھی خوبی نہیں اس میں عیاں

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ)

موجودہ دور میں سائنسی ایجادات نے ہماری زندگی پر گہرے اثرات مرتب کئے اور آج ہم جن حالات میں زندگی گزار رہے ہیں ان میں بیسویں صدی کی ایجادات نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ایجادات کی وجہ جہاں ذاتی زندگی میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں وہیں بعض دینی معملات کو سمجھنے اور اسکو اپنی زندگی کا حصہ بنانے میں دشواریاں پیدا ہوئی۔ بیسویں صدی کے ان بے شمار ایجادات میں سے ایک ایجاد کیمرا کا تھا۔ تاریخی مطالعہ سے یہ علم ہوتا ہے کہ کیمرے کی ایجاد کی کاروائی کافی پہلے سے شروع ہوچکی تھی لیکن فرانس کا جوزف نیپس وہ پہلا شخص تھا جس نے 1826ء میں کیمرہ ایجاد کیا اور دنیا کی پہلی تصویر کھینچی. تصویر ڈویلپ کرنے کے لیے اس نے Bitumen استعمال کیا اور اس تیاری میں اسے آٹھ گھنٹے لگے۔ اصل تصویر ٹیکساس یونیورسٹی امریکہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ جوزف نیپس کے بعد جارج ایسٹ مین وہ شخص تھا جس نے 1897 میں کوڈیک ایجاد کیا اور کیمرے کی تیاری کمرشل بنیادوں پر ممکن بنائی، یہ پہلا پورٹیبل اور فولڈنگ کیمرہ تھا جسے باآسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا تھا۔ 1934ء تک اس ماڈل کے تین لاکھ کیمرے فروخت ہوئے، لیکن اس وقت تک تصویروں کی پرنٹنگ تک عام آدمی کی رسائی نہیں تھی، کیمرے کی فلم مکمل ہونے پر کیمرہ کوڈیک فیکٹری واپس بھیجا جاتا جہاں تصویریں دھوئی اور پرنٹ کی جاتی تھیں۔ پھر ان تصاویر کو کیمرے اور نئی فلم کے ساتھ صارف کو بھیجا جاتا۔ جارج ایسٹ مین نے سنہ 1900ء میں سستا ترین براؤنی کیمرہ بنایا جس کی قیمت صرف ایک ڈالر تھی۔ اس سستے کیمرے کی بدولت عام عوام کی رسائی بھی کیمرے تک ممکن ہوئی۔ 1975ء میں کوڈیک کے انجینئر سٹیون نے پہلا ڈیجیٹل کیمرا بنایا۔ اس وقت تک بہت سی دیگر کمپنیاں بھی کیمرا بنانے کی اس دوڑ میں شامل ہو چکی تھیں اور کیمرہ روز بروز بہتر سے بہترین کی طرف سفر کر رہا تھا۔

اس ایک ایجاد نے انسانی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا، لوگوں نے کیمرا اٹھایا اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئے۔ جنگلی جانوروں کی تصاویر اور وڈیوز سامنے آئیں شہر کے لوگ پہلی مرتبہ جانوروں کی زندگی دیکھ رہے تھے، شیر اور ہاتھی سے لے کر چیونٹی تک ہر جانور کی زندگی پر ڈاکومنٹری فلم بن گئی۔ واٹر پروف کیمرے ایجاد ہوئے تو سائنسدان کیمرے لے کر سمندروں کی گہرائیوں میں اتر گئے، انسان پہلی بار سمندری مخلوق سے متعارف ہو رہا تھا۔ جانوروں کی، مچھلیوں کی، حشرات کی اور پودوں کی ہزاروں لاکھوں نئی اقسام دریافت کی گئیں۔ کیمرا چاند پر پہنچا اور ہمیں نئی دنیا کی سیر کرا دی، لاکھوں کروڑوں نوری سال کے فاصلے پر واقع کہکشاؤں اور ستاروں سے متعارف کرایا۔ سائنسدانوں نے کیمرے کو مزید چھوٹا کیا اور انسانی جسم میں داخل کر دیا، میڈیکل کی دنیا میں ایک نیا انقلاب آیا۔

سنہ 2000ء کا نومبر تھا جب سامسنگ جاپان نے پہلا کیمرے والا موبائل فون لانچ کیا، اس وقت بھی لوگوں نے سوچا کہ موبائل فون میں کیمرہ لگانے کا کیا فائدہ؟ پھر یوں ہوا کہ ہر موبائل فون میں کیمرہ آ گیا۔ اب یہ حال ہے کہ ہم چاروں طرف سے کیمروں میں گھرے ہوئے ہیں۔ کیمرے کی آنکھ آپ کو کب اور کہاں سے دیکھ رہی ہے، آپ خود بھی نہیں جانتے۔ پچھلے سو سال میں کیمرہ ایجاد ہوا اور گھر گھر پہنچ گیا۔ مسجد، مندر، چرچ، سینیگاگ ہر جگہ کیمرے لگے ہیں، لوگ خانہ کعبہ میں بھی تصاویر بنا رہے ہیں اور ویٹی کن سٹی میں بھی۔

ان سو سالوں میں دنیا کیمرے کے استعمال سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی رہی لیکن مسلمان سو سال اس بحث میں الجھے رہے کہ کیمرا حلال ہے یا حرام، ویڈیو حلال ہے اور تصویر حرام۔ سائنسی ایجادات اور دریافتوں سے فائدہ اٹھانا تو دور کی بات ہم الٹا انہی ایجادات کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ گئے۔ آج بھی آدھی سے زیادہ مسلم آبادی کیمرے اور تصویر کو حرام سمجھتی ہے۔

مسلم آبادی تصویر کشی کو حرام سمجھنے کی وجہ

کچھ لوگ درج ذیل قرآنی آیات، احادیث سے اسکی استدلال کرتے ہیں کہ اسلام میں تصویر وفوٹو گرافی کرنا حرام ہے۔

قرآنی آیات۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۷﴾

(اٰل عمران:7)

وہی ہے جو رحموں میں جیسی چاہتا ہے تمہیں صورت دیتا ہے۔ اسکے سوا کوئی پرستش کا مستحق نہیں۔ وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ

(الاعراف:12)

اور ہم نے تمھیں (پہلے مبہم شکل میں) پیدا کیا تھا۔ جس کے بعد تم کو (تمہاری مناسب حال صورتیں بخشی تھیں۔

وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

(التغابن:4)

اور اسی نے تمہاری صورتیں بنائی ہیں اور تمہاری صورتوں کو بہت اچھا بنایا ہے۔

هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

(الحشر:25)

(حق یہی ہے کہ) اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے۔ اور ہر چیز کو اسکی مناسب حال صورت دینے والا ہے۔

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ

(الانفطار:9)

پھر جو صورت اس نے پسند کی اس میں تجھے ڈھالا۔

مذکورہ آیتوں سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ صورت بنانا اللہ تعالیٰ کی صفت خاص قرار دیا ہے، جس میں ان کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہوسکتا، تو جس طرح انسان کو خالق نہیں کہہ سکتے اسی طرح انسان کو مصور بھی نہیں کہا جاسکتا ہے۔ لہذا کسی انسان کے لئے تصویر سازی جائز نہیں ہے، کیونکہ پھر تو انسان بھی مصور ہوگیا۔

ہاں یہ بالکل درست ہیکہ صورت بنانا اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاص ہے لیکن دستی تصویر اور فوٹو (یعنی عکسی تصویر) بنانا یہ دو الگ چیز ہیں۔ جس طرح ایک موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ۔

’’دستی تصویر اور عکسی تصویر میں بہت فرق ہے۔ عکسی تصویر میں حقیقت اور اصلیت ظاہر ہوتی ہے جیسے خدوخال اصل میں ہوتے ہیں۔ عکسی میں ہوبہو وہی ظاہر ہوجاتے ہیں لیکن دستی تصویر میں ہوسکتا ہے کہ کوئی مصور کسی نبی کی تصویر بنائے اور اس کے چہرے پر نشانات ڈال دے۔ جن سے اس کی معصومانہ صورت تبدیل ہوجائے اور وہ ایک برے انسان کی شکل میں دکھائی دے اور شریف عورت کی آنکھوں میں ایسی علامات بھر دے جن سے وہ شریر ظاہر ہو۔ چونکہ دستی تصویر میں محض اظہار حقیقت مراد نہیں ہوتی بلکہ اس میں مصور کے خیالات کا دخل ہوتا ہے اور مصور نیکوں اور پاکبازوں کی تصاویر میں شرارت بھی کرسکتا ہے اور شریف کو شریر کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کی ممانعت فرمائی۔ اور بذریعہ عکس جو فوٹو لیا جاتا ہے اس کی ممانعت نہیں فرمائی کیونکہ اس سے حقیقت آشکار ہوتی ہے۔‘‘

(الفضل 26 اپریل 1946 صفحہ 3 جلد 34 نمبر 98)

احادیث

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے (حجرے کے) دالان میں ایک پردہ لٹکایا جس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر حضرت عائشہؓ نے اس سے دو گدے بنائے اور وہ گھر میں رہے۔ آپ ﷺ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔‘‘

(صحیح بخاری جلد 4، کتاب المظالم صفحہ 501 تا 502)

’’حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے بتایا کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر نہ آئے۔ میں نے آپ کے چہرے سے ناپسندیدگی کا اثر محسوس کیا۔ تو میں نے کہا: یا رسول اللہ ! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے آپ کے لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری بات سن کر) فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے اس میں جان بھی ڈالو۔ اور فرمایا: وہ گھر جس میں تصویریں ہوں ملائکہ اس میں داخل نہیں ہوتے۔‘‘

(صحیح بخاری جلد 4، کتاب البیوع صفحہ 78)

اسی طرح ’’حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا ہوگا۔‘‘

(مسلم)

’’حضرت ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کے ساتھ مدینہ کے ایک گھر میں داخل ہوا تو اس کی چھت کے قریب ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا ابوہریرہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری طرح (یعنی اللہ کی طرح) تخلیق کرنے لگتے ہیں؟ ذرا ایک دانا یا ایک چھوٹی سی چیونٹی تو بنا کر دکھا دیں۔‘‘

(بخاری)

’’حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا, ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو۔‘‘

(مسلم)

مندرجہ بالا احادیث سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ فوٹو گرافی یعنی عکسی تصویر کھینچنا اسلام میں منع ہے۔ یہ چیز مصور کے معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

علامہ عینی نے مذکورہ احادیث نبویہ کا حوالہ دے کر اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ۔

’’مصورین سے وہ لوگ مراد ہیں جو پرستش کے لئے بت بناتے ہیں۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا اور جیسا کہ عیسائی حضرت مسیحؑ اور حضرت مریم کے بت بناتے ہیں اور ان کی پرستش کی جاتی ہے۔مشرک اقوام میں انہیں بتوں کی وجہ سے بت پرستی مع اخلاق سوز رسم و رواج صدہا سال سے قائم ہے۔ یہاں تک کہ اس کی بیخ کنی ایک مصیبت بن چکی ہے۔مہلبؒ وغیرہ کی رائے بھی یہی ہے کہ تصویر سازی کی ممانعت کی اصل وجہ یہی تھی۔ اس بارہ میں فقہاء کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے اسے مطلق حرام قرار دیا ہے یہاں تک کہ گھروں میں تصویر رکھنا بھی ان کے نزدیک مکروہ ہے اور دوسرا گروہ اعتدال پسند ہے، جنہوں نے ایسی تصویریں رکھنے کی اجازت دی ہے جو شرک اور بدی کے محرکات سے خالی ہیں۔‘‘

(فتح الباری جز 46 صفحہ 525-529)

(ماخوز از صحیح بخاری جلد 4 صفحہ 192)

اسی طرح سعید بن ابی الحسن (بصری) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: ابو العباسؓ! میں ایک انسان ہوں، میری روزی صرف میرے ہاتھ کی کاریگری سے پیدا ہوتی ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔حضرت ابن عباس نے کہا: میں تم سے وہی بات بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ میں نے آپؐ سے سنا، فرماتے تھے: جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اسے سزا دے گا کہ اس میں روح بھی ڈالے اور وہ اس میں کبھی نہ ڈال سکے گا۔ (یہ سن کر) اس شخص کا سانس پھول گیا، (دم رکنے لگا) اور اس کا چہرہ زرد ہوگیا۔ (حضرت ابن عباسؓ نے) کہا: افسوس تجھ پر اگر تو نہیں مانتا اور تم نے تصویر بنانی ہی ہے تو درخت کی تصویر بناؤ۔ ہر اس شئے کی تصویر بنا جس میں روح نہیں۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انس سے یہی ایک (حدیث) سنی ہے۔

(صحیح بخاری جلد 4، کتاب البیوع صفحہ 191)

مندرجہ بالا قرآنی آیات واحادیث کا حوالہ دیتے ہوئے آج کے زمانے کے نام نہاد علماء فتویٰ دے دیتے ہیں کہ کسی بھی طرح کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا اسلام میں حرام ہے۔ ایک عام فہم رکھنے والا انسان اس چیز کو کبھی بھی قبول نہیں کرسکتا۔ اسی لئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مقام پر فرمایا کہ۔

’’یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہوسکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے اور وَجعُ المَفَاصِل و نقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہوسکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہلِ فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام جہالتیں ہیں جو پھیل گئی ہیں۔ ہمارے ملک کے مولوی چہرہ شاہی سکّہ کے روپیہ اور دونّیاں اور چونّیاں اور اٹھنّیاں اپنی جیبوں اور گھروں میں سے کیوں باہر نہیں پھینکتے۔ کیا اُن سکّوں پر تصویریں نہیں، افسوس کہ یہ لوگ ناحق خلاف معقول باتیں کر کے مخالفوں کو اسلام پر ہنسی کا موقع دیتے ہیں۔ اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے مؤید ہیں حرام کئے ہیں نہ ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرتے اور اہلِ فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔‘‘

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 366-367)

احمدی مسلمان اور تصویر کشی

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں اس تعلق سے ایک احمدی مسلمان کا تصویر اور فوٹو گرافی (عکاسی) کو لیکر کیا سوچ ہے۔

’’آج انسان سائنس میں بڑی ترقی حاصل کر چکا ہے۔ یہ ترقی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے بیان کر دی تھی کہ انسان دنیا میں ہر علم میں ترقی کرے گا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ ہر چیز جو دنیا میں موجود ہے چاہے اس کا علم ہمیں ہے یا نہیں وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور پھر انسان پر اس رب العالمین کا یہ احسان ہے کہ جو چیزیں بھی خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اس کو اشرف المخلوقات کے لئے فائدہ مند بنایا تا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور جوں جوں دنیا تحقیق کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی مختلف قسم کی پیدائش کے بارہ میں علم حاصل کر رہی ہے اس میں انسانی فوائد واضح طور پر نظر آتے چلے جارہے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18/ جون 2004ء)

ہم احمدی مسلمان اس زمانے کے امام و مسیح موعود کو ماننے والے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی عالمگیر اشاعت کا مقصد لیکر معبوث ہوئے تھے اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ نشرو اشاعت کے کام میں مدد دینے والی اکثر و بیشتر اہم ایجادوں کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور حیات کے گرد چکر لگاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ایجاد ایسی ہے جس کا وجود حضرت مسیح موعود کے بین الاقوامی مشن کو فروغ دینے کے لیے ازبس ضروری تھا۔ ان بے شمار ایجادات میں سے کیمرہ بھی آپؑ کے تبلیغی مہم کا حصہ بنا۔

’’یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ’’تصویر‘‘ اور ’’فوٹو‘‘ میں باریک امتیاز ہے۔ ممنوع ’’تصویر‘‘ ہے ’’فوٹو‘‘ نہیں۔تصویر سے مراد اُبھری ہوئی صورت یعنی ’’بت‘‘ فوٹو درحقیقت تصویر نہیں بلکہ عکس ہوتا ہے اور فوٹو گرافی کو ’’عکاسی‘‘ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں کُتا یا تصویر ہو۔ (بخاری) یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد لفظ ’’تصویر‘‘ سے وہ بُت ہیں جن کے بارے میں مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان میں روحیں ہیں۔‘‘

(احمدیہ پاکٹ بک مرتبہ ملک عبد الرحمٰن خادمؔ صفحہ 870)

ایک شخص نے حضرت مصلح موعودؓ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کا ذکر کیا اور عرض کیا لوگ کہتے ہیں یہ بت پرستی ہے؟ اس کے جواب میں آپؓ نے فرمایا کہ۔

’’کیا بت پرستی؟ کیا کسی کی شکل دیکھنا بت پرستی ہے - رہا یہ امر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایسا نہیں ہوا اس وقت تو کیمرہ ایجاد بھی نہیں ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع کیا ہے وہ فوٹو نہیں بلکہ تصویر ہے۔مصوّر انسانی جذبات کا اظہار تصویر میں دکھاتا ہے مگر فوٹو گرافر صرف شکل دکھاتا ہے۔ اس میں باطنی جذبات کا اظہار نہیں ہوتا۔ انبیاء کی تصویر اسی لیے ناجائز ہے کہ انبیاء کا کیریکٹر اپنے اندر گوناگوں خصوصیات رکھتا ہے اور ممکن ہی نہیں کوئی مصور ان کا نقشہ تصویر میں دکھا سکے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نہیں بلکہ فوٹو ہے اور یہ محض شکل ہے۔مصور کی غرض یہ ہوتی ہے کہ تصویر کے چہرے پر ایسے اثرات ڈالے جس سے اس انسان کے اخلاق پر روشنی پڑے اور انبیاء کے باطنی کمالات کا اظہار کوئی مصور نہیں کرسکتا۔ بالکل ممکن ہے ایک مصور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچے مگر آپ کے چہرے پر وحشت کا اثر ڈالے وہ تصویر تو ہوگی مگر لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت پیدا ہوگی۔ حدیث میں جو تصویر کا ذکر آتا ہے اس سے مصور کی بنائی ہوئی تصویر ہی مراد ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کا فوٹو آپ کی صورت کا عکس ہے اور عکس کو تو وہابیوں نے بھی جائز تسلیم کیا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے شیشہ میں انسان اپنی شکل دیکھے اور اگر عکس ناجائز ہے تو پھر شیشہ دیکھنا بھی جائز نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح پانی میں بھی عکس آجاتا ہے مگر اسے کوئی ناجائز نہیں کہتا۔ ان میں اور فوٹو میں فرق صرف یہ ہے کہ فوٹو تو انسان کی شکل محفوظ رکھتا ہے مگر شیشہ یا پانی کا عکس محفوظ نہیں رہتا۔

(الفضل 14 اپریل 1931 صفحہ 5،6 جلد 18 نمبر 119)

(ماخوذ از فرمودات مصلح موعودؓ دربارہ فقی مسائل)

بے شک یہ درست ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی عکسی تصویر بنانے کو شرک وبدعت خیال کرتے تھے جیسا کہ آپؑ خود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ۔

’’مَیں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اس کو بُت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ مَیں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے اور مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔‘‘

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 365-367)

نیز خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس چیز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

’’ایک شخص نے حضرت امیر المومنین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر مانگی۔فرمایا ہم لوگ تصویر کا رکھنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ آپ دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور قبول کرے گا۔‘‘

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 47)

’’ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب کی تصویر کہیں سے قیمتاً لے کر مجھے ارسال کردو۔حضرت نے جواب میں لکھا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ۔ یہاں تو کوئی نہیں چھپی۔ سنا ہے لاہور میں طبع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔ خاکسار ناپسند کرتا ہے اور میں نے مرزا جی سے سنا ہے فرمایا کرتے تھے یہ بدعت ہے۔ نور الدین۔‘‘

(البدر جلد 9 نمبر 44 مورخہ 25 اگست 1910 صفحہ 3

ماخوذ از ارشادات نور جلد دوم صفحہ 236)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی عکسی تصویر اتروانے سے کیوں منع فرمایا اس ضمن میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ مامور من اللہ ہیں۔ اس لئے یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ آپ کے فوٹو کی بے جا نمائش سے شرک خفی کا رجحان پیدا ہو جائے۔ اسی بناء پر خود حضرت مسیح موعود علیہ

بقیہ صفحہ 4 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 54

امدادی افعال Helping Verbs

گزشتہ سبق سے ہم ایسے الفاظ کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو کسی فعل کے ساتھ بطور امدادی افعال کے استعمال ہوتے ہیں اور وہ افعال کے معنوں میں نیا رنگ بھر دیتے ہیں۔

1۔ **جانا:** یہ امدادی فعل کثرت سے مختلف افعال کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ٹوٹ جانا، بکھر جانا، بگڑ جانا، چلے جانا وغیرہ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کام مکمل ہوگیا۔ بعض اوقات سادہ فعل کی بجائے Instead of a simple verb جانا مرکب کر کے استعمال کرتے ہیں جیسے مل جانا، ہو جانا، ٹوٹ جانا۔ اسی طرح جانا سے بعض معنی خیز محاورے بنتے ہیں۔ جیسے کھونا سے کھوئے جانا وغیرہ۔

2۔ **آنا اور جانا:** ان دونوں میں وہی نسبت ہے جو لینا اور دینا میں ہے۔ آنا بطور امدادی فعل بہت کم استعمال ہوتا ہے جیسے بن آنا۔ اکثر یہ افعال کے ساتھ تکمیل فعل کے معنی دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ فاعل یعنی کام کرنے والا اس کام کو مکمل کر کے لوٹ آیا ہے۔ جیسے میں اسے دیکھ آیا ہوں، میں وہاں ہو آیا ہوں۔

3۔ **ڈالنا:** اس میں تکمیل فعل یعنی کام کا مکمل ہونا زیادہ وضاحت اور زور سے بیان ہوتا ہے۔ نیز اس میں جبر Force کا تاثر بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے مار ڈالنا، مسل ڈالنا، کاٹ ڈالنا، بگاڑ ڈالنا، پھوٹ ڈالنا وغیرہ۔

4۔ **رہنا:** اس سے فعل کا ایک حالت پر قائم رہنا پایا جاتا ہے جیسے بیٹھ رہنا، سو رہنا، وہاں جا کے بیٹھ رہا۔ اسی طرح وہ سنتا ہے سے وہ سن رہا ہے۔ وہ کھیلتا ہے سے وہ کھیل رہا ہے۔ مگر بعض صورتوں میں معنی مختلف بھی ہوتے ہیں جیسے جاتے رہنا اس کا مطلب ہے ضائع ہوگیا مثلاً سب اثر و رسوخ جاتا رہا (ختم ہوگیا)، شان و شوکت جاتی رہی، رعب و دبدبہ جاتا رہا۔

5۔ **پڑنا:** جیسے دکھائی پڑنا، یعنی کسی کا نظر آنا یا کوئی امکان ظاہر ہونا وغیرہ۔

6۔ **بیٹھنا:** اس میں بھی جبر اور زور پایا جاتا ہے۔ جیسے سینے پر چڑھ بیٹھا، لڑ بیٹھا۔ مثلاً تم جب اس سے لڑ بیٹھے ہو تو اب بات آگے کیسے بڑھے گی۔ یعنی تم پہلے ہی ایک امکان ضائع کر چکے ہو۔ وہ آج گھر میں سب سے لڑ بیٹھا ہے۔ یعنی سب سے ناراض ہے۔ یعنی اس کا مزاج بگڑا ہوا ہے۔

7۔ **چکنا:** کسی کام کے یعنی فعل کے اختتام کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے کام ہو چکا، کام کر چکا، میں خط لکھ چکا، وہ کھا چکا وغیرہ۔

امکانی حالت اور قابلیت یا اجازت ظاہر کرنے والے امدادی افعال

1۔ **سکنا:** Can اس سے فاعل کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے میں تیر سکتا ہوں۔ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ وہ نہیں بول سکتا۔ امکانی حالت کی مثالیں: میں نہیں جا سکوں گا۔ اجازت کے معنوں میں: وہ نہیں آسکتا۔ یعنی اسے اجازت نہیں ہے یا اسے مدعو نہیں کیا گیا Not Invited۔ کیا میں آسکتا ہوں۔ انگریزی میں ادب و احترام کے لئے Can کی جگہ Could اور May استعمال کیا جاتا ہے۔ ویسے Could ماضی کی شکل ہے لیکن اگر Can you give it to me کی جگہ Could you give it to me کہیں تو اس میں زیادہ لجاجت اور شائستگی پائی جاتی ہے۔ سکنا کبھی اکیلا بطور فعل استعمال نہیں ہوتا، ہمیشہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ بطور فعل امدادی کے آتا ہے۔ جیسے میں لکھ سکتا ہوں۔ وہ گا سکتا ہے۔

2۔ **دینا:** بعض اوقات اجازت کے معنی دیتا ہے۔ جیسے اسے آنے دو، اسے کس نے آنے دیا۔

3۔ **پانا:** کبھی کبھی پانا بھی سکنا، اور اجازت کے معنوں میں آتا ہے مگر ہمیشہ مصدر Infinitive کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: وہاں کوئی نہیں جا پاتا۔ یعنی کسی میں وہاں جانے کی ہمت، قابلیت یا اجازت نہیں۔ کیا مجال جو کوئی اس کے سامنے ٹھہرنے پائے (ٹھہر سکے)۔ زندگی آپ کے زیر سایہ گزرنے پاتی (گزر سکتی) تو خوب تھا۔

4۔ **جانا:** یہ بھی بعض اوقات سکنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ تم سے ایک خط بھی نہیں لکھا جاتا۔

5۔ بعض امدادی افعال یعنی Helping Verbs ایسے ہیں جن سے کسی فعل Verb کے جاری ہونے یعنی Progressive Tense یا فاعل یعنی Subject کی عادت Permanent behavior/ habit کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے:

1۔ **کرنا:** وہ آیا کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ آیا کرو، اسی طرح رویا کیا (یعنی روتا رہا) اور سنوارا کیا (سنوارتا رہا) وغیرہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ایک مخصوص انداز بیان ہے جو عام نہیں، ادبی ہے۔

2۔ **رہنا:** وہ بولتا رہا، کہتا رہا، سوتا رہا، وہ کھیلتا رہتا ہے، سوتا رہتا ہے۔

3۔ **جانا:** ہزار منع کرو مگر وہ اپنی سی کہے جاتا ہے، بکے جاتا ہے، یہ مرض تو ایک ایک کو کھائے جاتا ہے۔ یہ صورت فعل حال یعنی Present tense میں ہی استعمال ہوتی ہے جب یہ زمانہ ماضی میں استعمال ہو تو اس کی شکل بدل جاتی ہے۔ جیسے وہ پڑھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

وہ عجیب قادر ہے اور اس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں ایسا ہی جب دنیا پر اس کا غضب مستولی ہوتا ہے اور قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اس کی آنکھ اس کے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی ان کو شناخت نہ کر سکتا۔ اس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن کو یقین اور محبت اور اس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں انہیں کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا انہیں کے لئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اس کو جانتے ہیں اور اس کی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز اس قادر خدا پر ایمان نہیں جس کی آواز کو ہر یک چیز سنتی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 43)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

عجیب قادر: اس قدر طاقتور جس کو انسانی عقل اور ادراک سمجھ نہیں سکتے۔

قدرتیں: قدرت کی جمع، طاقت، اقتدار۔

کتوں کی طرح مسلط کرنا: وہ چیز جو جبراً کسی کی زندگی میں داخل ہو جائے یا کر دی جائے جو قبضہ کر لے اور کسی طرح پیچھا نہ چھوڑے۔ کتوں کی بھی عادت ہے کہ جب کسی کے پیچھے لگ جائیں تو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

مستولی ہونا: چھا جانا، قابض ہو جانا، غلبہ حاصل کرنا طاری ہونا۔

قہر: غضب، ناراضگی، غصہ۔

غضب: سزا، ناراضگی۔

جوش مارنا: بڑھنا، بہت زیادہ ہو جانا۔

اہل حق کا کارخانہ: حق یعنی خدا تعالیٰ، اہل حق یعنی خدا والے، انبیاء، اولیاء وغیرہ۔ کارخانہ یعنی ان کا نظام، فلسفہ، تعلیم۔

درہم برہم: درہم یعنی ایک شے یا نظام یا تعلیم کا آپس میں ہی اس طرح بے ترتیبی سے مل جانا کہ محض ایک بے کار شے بن جائے۔ Intermixed جبکہ برہم یعنی باہر کی طرف منتشر ہو جانا، مرکز سے دور ہو جانا۔

بقدر یقین: یعنی جتنا یقین ہو۔

انقطاع: لفظی معنی ہے کٹ جانا، کسی چیز سے ماحول سے دور ہو جانا، تاہم اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اپنی دلچسپیاں، ترجیحات اور مقاصد بدل لینا۔

نفسانی عادتیں: ایسے جسمانی ردعمل جو شعوری سے زیادہ محض ردعمل ہوں۔ جن میں کوئی شعوری حد بندی نہ کی گئی ہو۔

خارق: معمول سے ہٹی ہوئی، غیر معمولی، عجیب، حیرت انگیز۔

عادتوں کو پھاڑنا: انسانی عادات اس قدر مضبوط ہو جاتی ہیں کہ انہیں ختم کرنے کے لئے انتہائی محنت اور عزم سے کام لینا پڑتا ہے۔ جیسے انسان زمین میں دب جائے اور پھر اسے پھاڑ کر باہر نکلے۔ یہ عام اردو میں مستعمل محاورہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کا یہ بھی کمال ہے کہ آپ نے اردو زبان کو ایک نئی زندگی بخشی ہے۔

جس کی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے: یعنی اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی وجہ سے ہر شے کی حقیقت جانتا ہے اور اس پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

ظفر اقبال احمد ساہی۔ مبلغ سلسلہ سینیگال

جو ہے خدا کا آدمی اس کی ہے سلطنت الگ

خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے یہ وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں کو اور قوموں کو عطا کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ اس جماعت کو جسمانی اور روحانی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔

خلافت کا قیام اطاعت چاہتا ہے یہ وفاؤں کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اخلاص سے نشوونما پاتی ہے اور دعاؤں سے مضبوط ہوتی ہے۔ احمدیوں کو یہ نعمت تیرا صدیوں بعد عطا ہوئی ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافت کی سچی محبت اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں ڈالتا ہے۔ خاکسار نے خلیفۂ وقت کے وجود سے ذاتی طور پر فائدہ اٹھایا ہے اور افریقہ میں رہتے ہوئے افریقن احمدیوں کو خلافت پر نثار ہوتے دیکھا ہے۔ اسی سلسلہ میں خاکسار نے خدام احمدیت کی چند ایسی ہی محبت بھری یادوں اور خدام کی قربانیوں کو اکٹھا کیا ہے۔

خلافت کا نور اور خداداد رعب

2004ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بورکینا فاسو دورہ پر تشریف لائے تو خاکسار کی ڈیوٹی بطور پروٹوکول نگران کے تھی۔ حضور انور جب تشریف لائے تو جس ہوٹل میں قیام تھا وہاں سرکاری پروٹوکول کے ساتھ میں بھی استقبال کرنے والوں میں شامل تھا۔ جب حضور انور کار سے اتر کر آگے تشریف لائے اور میری نظر حضور انور پر پڑی تو اس وقت جو نور اور رعب دیکھا اس نے مجھے مبہوت کر دیا حضور سے شرف مصافحہ حاصل ہوا میں نے آگے کمرہ تک جانا تھا مگر میں تو اس خداداد رعب جو کہ اس کے پیاروں کو حاصل ہوتا ہے کہ ایسے جھٹکے میں تھا کہ وہیں کھڑا تھا حضور نے فرمایا کہ اب کہاں جانا ہے تو پھر ہوش آیا یہ ایک ایسا ناقابل بیان احساس تھا اور ایسا مشاہدہ تھا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ واقعتاً حضور کا رعب اور جلال ایسا دیدنی تھا کہ ہمارے ایمان بڑھانے کا باعث ہوا اور یقین مزید پختہ ہوگیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضور انور کی کمال شفقت کا نمونہ

حضور انور کے دورہ برکینا فاسو کے دوران میری ڈیوٹی برکینا فاسو کے شہر کایا میں تھی حضور نے ڈوری سے کایا تشریف لانا تھا۔ ڈوری شہر کایا سے سو کلومیٹر دور ہے اور راستہ کچا تھا اور ریجن میں حضور انور کی آمد کا وقت صبح دس بجے تھا لیکن راستہ میں آتے ہوئے حضور کے قافلہ کی ایک گاڑی کو حادثہ پیش آ گیا اور معمولی چوٹیں گاڑی میں سوار افراد کو آئیں۔ کچا روڈ اور شدید گرمی کہ 50 کے قریب درجہ حرارت تھا۔ قانون کے مطابق اب جب تک پولیس نہ آ جائے گاڑی کو وہاں سے نہیں ہلا سکتے تھے اور دور دور تک کوئی پولیس اسٹیشن نہیں تھا موبائل سگنل بھی نہیں تھے اور حضور انور کی اس وقت کمال شفقت دیکھی۔ آپ نے فرمایا کہ گاڑی میں سوار لوگوں اور گاڑی کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتے سب کو ساتھ لے کر جائیں گے حالانکہ اگر حضور چاہتے تو اپنا سفر جاری رکھ سکتے تھے اس کے برعکس خود زخمیوں کے منہ میں دوائی ڈالی اور اتنی گرمی کے باوجود حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ چار گھنٹہ کے قریب وہاں بیٹھے رہے جب کاروائی مکمل ہوئی تو وہاں سے چلے اور آتے ہی خاکسار کو حکم فرمایا کہ زخمیوں کو کیپٹل پہنچایا جائے اور پانچ بکرے صدقہ کیے جائیں۔ حضور انور کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

میرا سلام حضور انور کو کہہ دیں

اب حضور انور کی طرف سے اپنے خدام سے ایک اور شفقت یہ کی گئی کہ جب حضور انور کایا جہاں خاکسار کی ڈیوٹی تھی تشریف لائے حادثہ کی وجہ سے صبح دس بجے کی بجائے دوپہر تین بجے تشریف لائے اور شدید تھکے ہوئے تھے اور پروگرام جو پیش کیا گیا اس میں سنگ بنیاد مشن ہاؤس اور افتتاح مسجد اور عصرانہ تھا اور خطاب حضور انور پروگرام میں لکھنا رہ گیا تھا جب حضور انور نے مجھ سے پروگرام پوچھا تو خاکسار نے باقی پروگرام بتانے کے ساتھ خطاب کا بھی عرض کر دیا اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خطاب تو پروگرام میں نہیں ہے خاکسار خاموش ہوگیا۔ حضور انور جب افتتاح اور سنگ بنیاد کے بعد واپس ہوٹل جانے کی بجائے سٹیج پر تشریف لے آئے اور نہایت شفقت فرماتے ہوئے پنتالیس منٹ کا فی البدیہہ خطاب فرمایا اور جو لوگ بے چین ہو گئے تھے کہ شائد ہم حضور انور کا خطاب نہیں سن سکیں گے ان دلوں کو تسکین ہوئی خطاب کے دوران ایک بزرگ مسلسل روتے رہے۔ خطاب کے بعد حضور نے مجھے فرمایا پتہ کرو کہ کیا بات ہے جب خاکسار نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو کہنے لگے کہ میں نے مہدی کی آمد کا سن رکھا تھا آج مہدی نہیں تو اس کے خلیفہ کو دیکھا اور اسے سنا اس سے بڑی میری اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔ میرا سلام حضور انور کو کہہ دیں۔

خلیفۂ وقت کی احباب جماعت سے بے پایاں محبت

جلسہ کے دوران ایک مقامی احمدی جو جلسہ پر آئے تھے ان کا بچہ بیمار ہوگیا حضور انور نے اس بچہ کی عیادت فرمائی اور باقاعدگی سے اس کی صحت کا پوچھتے رہے۔ تقدیر الٰہی غالب آئی اور اس کی وفات ہوگئی تو پیارے آقا نے خود اس کا جنازہ پڑھایا۔

اسی طرح ایک خادم ڈیوٹی کرتے ہوئے حضور کے خطاب کے دوران گر گیا۔ حضور انور نے فوری اس کی مدد کا فرمایا اور بعد میں بھی اس کا حال دریافت فرماتے رہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ احمدی خلیفہ وقت سے اتنی محبت نہیں کرتے جس قدر محبت خلیفۂ وقت احمدیوں سے کرتے ہیں۔

ایک اہم مرحلہ اور الٰہی مدد کا معجزہ

خلیفہ وقت کے لیے اللہ تعالیٰ خود دلوں میں محبت ڈالتا ہے اور سارے کام خود کرتا ہے۔ جب یہ علم ہوا کہ حضور انور تشریف لا رہے ہیں اور پروٹوکول کا شعبہ خاکسار کے سپرد ہوا تو بظاہر کچھ پریشانی ہوئی لیکن پھر دل کو یہ تسلی ہوئی کہ خدا کا خلیفہ ہے وہی اس کے کام کرے گا تو سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ نے کام کیا جو کسی معجزہ سے کم نہ تھا وہ یہ تھا کہ صدر برکینا فاسو کے پروٹوکول آفیسر سے جب ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ وہ دعوت نامہ ضروری ہے جو صدر نے حضور کو بھیجا تھا پلیز وہ کاپی اگر مل جائے تو بہت ممنون ہوں گا اور سارے کام آسان ہو جائیں گے اور اصولاً تو وہ حکومت کے پاس ہی تھا ہمارے پاس تو نہیں تھا چنانچہ کیونکہ دعوت نامہ سال 1999ء میں وزیر سالف دیالو لے کر گئے تھے اور انہوں نے براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس پیش فرمایا لہٰذا پرانی بات تھی کہ کاغذات کہاں ہیں۔ رات بہت دعا کی صبح اپنے گھر کے کاغذات کھنگالنے شروع کیے تو مجھے اس کی ایک کاپی مل گئی۔ ہوا یوں کہ وزیر موصوف جب فرانس پہنچے تو ان کو یوکے جانے سے روک دیا گیا اور کہا گیا کہ یوکے کے لیے آپ کو ویزا کی ضرورت ہے اور یہ میرے بہت اچھے دوست تھے میری جس شہر میں ڈیوٹی تھی وہاں کے رہنے والے تھے انہوں نے مجھے فون کیا کہ یہ ہوا ہے انہوں نے مجھے سب کاغذات بھیجے اور تبشیر کے رابطہ کے بعد ان کو ویزا مل گیا کاغذات اس وقت کے میرے پاس پڑے تھے اور جب یہ دعوت نامہ کی کاپی صدر بورکینا فاسو کو پیش کی گئی تو اس نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدر کے مہمان کے طور پر تمام سہولیات کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کی ایسی محبت ڈالی کہ کایا ریجن کے ریجنل چیف نے حضور انور کے لیے تحائف ہاتھ سے تیار کروائے جن میں چمڑے کا بیگ تیر کمان اور دیگر تحائف شامل تھے۔

فرشتوں جیسا انسان

حکومت کی طرف سے حضور انور کو بورکینا فاسو کے سب سے بڑے فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا گیا جماعت کی طرف سے بھی کچھ مہمان وہاں ٹھہرے ہوئے تھے جب دورہ حضور انور کے بعد خاکسار ہوٹل مینیجر کے پاس گیا۔ حساب کتاب کے لیے تو اس نے بتایا کہ میں چھ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں تمام ممالک کے سربراہان جو برکینا فاسو وزٹ کرتے ہیں وہ اسی ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں لیکن حضور انور کے چہرہ پر جو نور دیکھا ہے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اور ایک خاص رعب اور شان دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی وہ بہت ہی متاثر تھا۔ جب میں نے ان سے کہا کہ وہ برتن جو حضور نے استعمال فرمائے ہیں وہ میں ادائیگی کر کے لینا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ وہ تو میں بیچ نہیں سکتا لیکن آپ کو کچھ دے دوں گا انہوں نے تھرمس جو پیارے آقا کے زیر استعمال رہا وہ مجھے عنایت کر دیا جو آج بھی میرے گھر کی زینت ہے۔ وائس مینیجر نے کہا کہ میں نے فرشتے تو نہیں دیکھے لیکن فرشتوں جیسا انسان ضرور دیکھ لیا ہے۔

خلافت سے سچی محبت کا جذبہ

ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے۔ ہمارے ایک خادم مکرم عمر جپ

صاحب کسی طرح بھی کووڈ ویکسین لگوانے کے لیے تیار نہ تھے اور دوٹوک انکار کر دیا تھا ایک دن بیٹھے میں نے ان سے کہا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ ہمیں کووڈ سے احتیاط کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہیں اور ویکسین ان میں سے ایک ہے۔ اس لیے ویکسین لگوانی چاہیے۔ ایک دم مجھے کہتے مربی صاحب! آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ابھی اٹھیں چلیں اور میں ویکسین لگواتا ہوں اور ہسپتال بیٹھے رہے جب تک ویکسین لگ نہیں گئی۔

مزاح کا ایک دلچسپ واقعہ

حضور انور کے شفقت بھرے مزاح کی بھی ایک بات یاد آ گئی۔ جب حضور برکینافاسومشن ہاؤس تشریف لائے اور خاکسار نے حضور انور کو سپرائیٹ کی بوتل پیش کی اور گلاس میں آدھی ڈال دی اور باقی آدھی ڈھکن بند کر کے ساتھ رکھ دی اس طرح آدھا گلاس حضور کو پیش کر دیا اب میرے لیے یہ عام بات تھی کیونکہ برکینا میں مہمانوں کو اسی طرح ہم پیش کرتے تھے جب حضور نے یہ سب دیکھا تو ازراہ مزاح فرمایا ساہی صاحب! پاکستان میں تو آپ جٹ ہوتے تھے میں فوراً سمجھ گیا اور باقی کا آدھا گلاس بھی بھر دیا اس پر حضور مسکرانے لگے۔

دو اہم ہدایات

جب حضور ناظر تعلیم تھے اور لنگر خانہ نمبر 1 کے ناظم تھے تو خاکسار کو بطور نائب ناظم حضور انور کے ساتھ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور انور کی دو واضح ہدایات تھیں۔ وقت پر نماز اور کام میں جو فگرز پیش کرنے ہیں اس میں وغیرہ کا لفظ نہ ہو۔

حضور انور کی قوت قدسیہ کا اعجاز

جب حضور برکینا فاسو تشریف لائے اور ہوٹل میں آرام کے بعد مشن ہاؤس میں کثیر تعداد میں احمدی موجود تھے ایک جم غفیر حضور انور کے دیدار کے لیے آگے بڑھا یہاں تک کہ ہم نے ایک زنجیر بنائی جس کے حلقہ کے اندر حضور انور احباب کے نعروں کے جواب دیتے رہے اور اس دیدار کے وقت میں چشم دید گواہ ہوں کہ لوگوں کی آنکھوں میں شکرگزاری کے آنسو دیکھے اور حضور انور کی قوت قدسیہ کا یہ مشاہدہ بھی دیکھا کہ حضور انور کی امامت میں نمازوں کی ادائیگی کے لیے دور دور سے کثرت سے کھینچے چلے آتے وہ لوگ جنہیں کبھی رقت آمیز حالت میں نہ دیکھا وہ بھی حضور کے پیچھے نماز پڑھتے رو رہے ہوتے ایک بہت بڑا ہجوم ہوتا جو دیدار کے لیے بے قرار اور تڑپ رہا ہوتا۔

ایک نوجوان کی سچی خواب تائید آسمانی کا زندہ نشان

حضور انور کے دورہ سے پہلے علی نامی ایک لڑکا مشن ہاؤس میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ امام مہدی کا خلیفہ یہاں آیا ہے اور ’’مشن ہاؤس کایا‘‘ کی مسجد بھی اس نے خواب میں دیکھی۔ میں نے اس کو جب حضور کی تصویر دکھائی تو اس نے تصدیق کی اور بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوگیا اس خواب کے ایک ماہ بعد ہمیں خبر ملی کہ حضور تشریف لا رہے ہیں اور پھر حضور اس مسجد میں بھی آئے اور اس کا افتتاح فرمایا۔

ڈاکٹرز خدا تو نہیں اللہ تعالیٰ فضل کرے گا

حضور انور سے مارچ 2004 میں بورکینا فاسو میں فیملی ملاقات بہت ہی زبردست رہی دوران ملاقات خاکسار نے بچے کا نام رکھنے اور وقف نو شامل کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ درخواست لکھ دو خاکسار نے وہیں بیٹھ کر درخواست لکھی اسپر نام تحریر فرما دیا اور فرمایا کہ اس کی کاپی پرائیویٹ سیکرٹری آفس دے دینا ستمبر میں اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ابھی وہ پانچ دن کا تھا بیٹے کی طبیعت خراب ہوئی تو خاکسار اس کو چائلڈ سپشلسٹ کے پاس لے کر گیا اس نے دوا دی اس میں ایک دوائی 5mg کی تھی جو میڈیکل سٹور والے 500mg کی دے دی۔ میں دورہ پر تھا بیگم نے بتایا کہ بچہ بے ہوش ہے اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی میں واپس آیا بیٹے کو ہسپتال لے کر گیا ٹیسٹ کیے گیے خیر ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا اس پر بہت ہی پریشانی ہوئی۔ پریشانی کیا ایک پہاڑ گر پڑا مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں۔ اسی عالم میں لندن پرائیویٹ سیکرٹری آفس فون کیا اور عرض کیا کہ ابھی حضور انور کی خدمت میں پیش کریں کہ یہ معاملہ ہے۔ دوران فون ہی محترم منیر جاوید صاحب نے فرمایا کہ ہولڈ کریں کچھ دیر بعد جب آپ واپس آئے تو بتایا حضور انور نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹرز خدا تو نہیں اللہ تعالیٰ فضل کرے گا آپ اطلاع دیتے رہیں یا ہم پوچھ لیں گے نمبر دے دیں۔ اسکے بعد دو تین دفعہ لندن بات ہوئی شام کو جب بات ہوئی تو محترم منیر جاوید صاحب نے فرمایا کہ بچے کا کیا حال ہے میں نے کہا وہی کیفیت ہے اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ بچے سے دور ہیں؟ میں نے کہا جی میں تھوڑا دور ہوں تو کہنے لگے کہ پاس جائیں اور بتائیں۔ میں پاس گیا تو بیٹا ہوش میں تھا اور ماں کی گود میں تھا خاکسار نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فون کر کے بتایا تو محترم منیر جاوید صاحب کہنے لگے مجھے حضور انور کے پوچھنے سے معلوم ہوگیا تھا کہ بچہ ہوش میں ہے اس لیے میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ بچے سے دور ہیں پھر حضور انور کی شفقت سے بچے کو لے کر لندن حضور کے پاس گیا حضور انور نے بچے کو اٹھایا بہت دعائیں دیں اور چاکلیٹس عطا فرمائیں۔

جن کو خلافت کا سائبان میسر نہیں وہ کیا جانیں کہ خلافت کی نعمت کیا ہے۔ اس کی برکات کیا ہیں۔ جو اس شجر سایۂ دار کے نیچے رہتے ہیں وہی اس کے فیوض سے حصہ پا سکتے ہیں۔ اور ہم وہ لوگ ہیں جو روز اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ سایہ تا ابد قائم رکھے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل کے حوالے سے دو مبشر رویاء

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

’’میرا گلشن حیات‘‘ میں خوابوں کا باب دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھا تو خاکسار بھی آج آپ سے الفضل کے حوالے سے اپنی دو خوابیں بیان کرنا چاہے گی۔ جو کہ مجھے سو فیصد یقین تو نہیں مگر دلی اطمینان ضرور ہے کہ یہ خوابیں بالکل سچی ہیں کیونکہ ایک تو میں نے خود پورے ہوتے دیکھی ہے۔

خاکسار نے آج سے چند سال قبل ایک خواب دیکھا۔ غالباً 2013ء یا 2014ء کی بات ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پرانی بیرکس یا دارالضافیت کے پرانے کمرے ہیں اور میں کمروں میں جا رہی ہوں کیونکہ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور میں جب جا کر دیکھتی ہوں تو وہ الفضل اخبار کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ میں نے چہرہ تو نہیں دیکھا مگر میں نے دیکھا کہ وہ نیم دراز ہیں اور اخبار الفضل کھولا ہوا ہے۔ جیسے انسان لیٹ کر پڑھ رہا ہو۔ میں آہستہ سے سلام کر کے واپس آجاتی ہوں۔ اور یہ خواب اس وقت کی ہے جب میرے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ میں کبھی الفضل میں قلمی معاونت کر سکتی ہوں۔ اب بفضل تعالیٰ نہ صرف خدیجہ جرمنی، الفضل روزنامہ اور الفضل انٹرنیشنل میں قلمی معاونت کے مواقع مل رہے ہیں بلکہ اخبار احمدیہ جرمنی میں بھی کام کا موقع میسر ہے۔ اس سے قبل روزنامہ گلدستہ علم و ادب لندن میں بھی قلمی معاونت کر چکی ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

دوسرا خواب کچھ عرصہ قبل دیکھا۔خواب میں دیکھا کہ ربوہ میں الفضل کا پرانا دفتر ہے۔جس میں جیسے پانی نکالنے کے لیے بور کرتے ہیں ہم بور کر رہے ہیں اور دلچسپ بات یہ کہ جہاں جہاں سے بور کرتے ہیں وہاں پانی کی بجائے تیل نکلتا آرہا ہے۔ میں خوشی سے کہتی ہوں کہ ماشاء اللہ اب تو اخبار بہت امیر ہو جائے گا کیونکہ جماعت کا اپنا ذاتی تیل نکل رہا ہے۔ اور پھر جیسے پانی کی موٹر کے ذریعے سے پانی کھینچتے ہیں ہم تیل نکال رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔

مدیر محترم! میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھ جیسی ناقص العلم اور نالائق کی ہمیشہ انگلی پکڑ کر نہ صرف رہنمائی کرتے ہیں بلکہ کمال شفقت سے میری غلطیوں کی نشاندہی بھی کرتے رہتے ہیں۔جس کے لئے میں ہمیشہ خدا تعالیٰ کے بعد آپ کی شکر گزار رہوں گی۔ اس بات کا ذکر خاکسار اس لئے بھی کر رہی ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اس لئے شکر گزاری کا اظہار بہت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری غلطیوں اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور میری ادنیٰ سی کوششوں کو قبول فرمائے آمین۔

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

ریجنل میٹنگ و پکنک خدام الاحمدیہ ریجن بانفورہ برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ برکینافاسو اخلاص و وفا میں بڑھتی چلی جارہی ہے۔ نیز جماعتی نظام بھی دن بدن مضبوطی سے قائم ہوتا چلا جارہا ہے۔ احباب جماعت کو نظام جماعت سے روشناس کروانے کے لیے ہر سال مختلف ریجنز میں جماعتوں اور تنظیموں کی بیسیوں میٹنگ منعقد کی جاتی ہیں۔ جن کے بہت مفید نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ

چنانچہ اسی سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ نے 25 مئی 2022 بروز بدھ کو بانفورہ شہر میں قائدین کی میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ میٹنگ کا انعقاد نماز عشاء کے بعد تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ بعد ازاں ریجنل قائد Tienderbegou Seydou صاحب نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ اس موقع پر سُلامالاسینا صاحب مہتمم وقار عمل نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ برکینافاسو بھی موجود تھے۔ میٹنگ کا خاص مقصد یہ تھا کہ ریجن کے خدام الاحمدیہ تک نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ برکینا فاسو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات میں حضور انور کی طرف سے دی گئی ہدایات کو پہنچایا جائے۔ چنانچہ مہتمم صاحب نے تفصیلی طور پر اس ملاقات کا ذکر کیا اور ہدایات خدام تک پہنچائیں۔ اس پر تمام شاملین نے عہد کیا کہ وہ یہ ہدایات اپنی جماعتوں تک پہنچائیں گے اور ان ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ نیز صدر صاحب خدام الاحمدیہ برکینا فاسو کی طرف سے بھی دی گئی دیگر ہدایات نمائندگان اور قائدین تک پہنچائی گئیں۔ بعد ازاں ریجنل قائد صاحب نے قائدین مجالس اور نمائندگان کو چندہ جات کی طرف توجہ دلائی اور مختلف مجالس کو ٹارگٹ دیے گئے نیز مختلف مجالس کا جائزہ بھی پیش کیا۔ آخر میں اعجاز احمد صاحب ریجنل مشنری بانفورہ نے احباب کو نصائح کیں اور دعا کروائی۔

26 مئی کا آغاز اجتماعی تہجد سے کیا گیا اور نماز فجر کے بعد درس دیا گیا۔ ناشتہ کے بعد بانفورہ شہر کے نزدیک ایک آبشار پر خدام کی پکنک کا

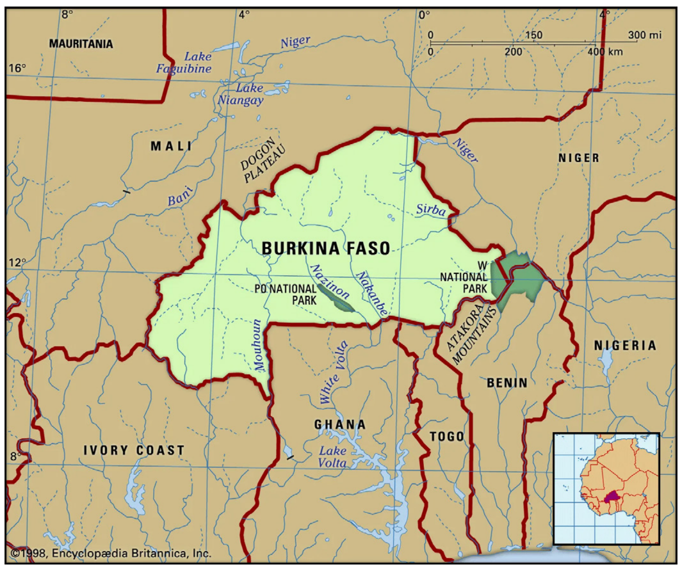

پروگرام بنایا گیا تھا۔ دوپہر کا کھانا خدام نے آبشار کے قریب ہی بنایا اور خوب لطف اندوز ہوئے۔ کھانے کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ آخر میں ریجنل قائد صاحب نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا اور واپسی کا سفر اختیار کیا۔ اس پکنک میں لوکل مشنریز اور معلمین بھی شامل ہوئے نیز اطفال الاحمدیہ نے بھی شرکت کی۔ اس میٹنگ میں 60 قائدین اور نمائندگان مختلف مجالس سے شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدام لاحمدیہ بانفورہ کا خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا ہوجائے اور اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جائیں۔ آمین ثم آمین

رپورٹ: لقمان فرید احمد۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

جلسہ جات یوم خلافت
ریجن گراں لاؤو، آئیوری کوسٹ

الحمدللہ آئیوری کوسٹ (Côte d'Ivoire) کے ریجن گراں لاؤو (Grand-Lahou) کی مختلف جماعتوں کو جلسہ جات یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جماعت گبوئیو (Gboyo)

جماعت گبوئیو میں مورخہ 28 مئی 2022ء بروز ہفتہ جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد نظم پیش کی گئی۔ پہلی تقریر مکرم کونے سلیمان صاحب لوکل معلم گراں لاؤو نے نظام خلافت پر کی اس کے بعد مکرم کونے کریم صاحب لوکل معلم گبوئیو نے خلافت اور ہماری ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر کی۔ جس کے بعد خاکسار (لقمان فرید احمد ریجنل مبلغ گراں لاؤو) نے اختتامی تقریر کی جس میں یوم خلافت منانے کی اہمیت بیان کی اور دعا کروائی۔ بعد از نماز ظہر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس جلسہ کی کل حاضری 105 افراد پر مشتمل رہی۔

جماعت نانڈی بو (Nandibo)

جماعت نانڈی بو میں جلسہ یوم خلافت کا آغاز مؤرخہ 29/ مئی 2022ء کو بروز اتوار صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نظم کے بعد اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم طورے اسماعیل صاحب لوکل معلم نانڈی بو نے نظام خلافت پر کی۔ اس جلسہ کی دوسری اور اختتامی تقریر مکرم کونے کریم صاحب نے خلافت اور ہماری ذمہ داریاں پر کی اور دعا کروائی۔ نماز ظہر کے بعد حاضرین کے لئے کھانے کا انتظام بھی تھا۔ اس جلسہ کی کل حاضری 35 رہی۔

جماعت گراں لاؤو (Grand-Lahou)

جماعت گراں لاؤو میں جلسہ یوم خلافت کا آغاز 29 مئی 2022ء

بروز اتوار کو بعد از نماز عصر شام چار بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم کونے کریم صاحب لوکل معلم گبوئیو نے خلافت اور ہماری ذمہ داریاں پر تقریر کی اس کے بعد دوسری اور اختتامی تقریر خاکسار (لقمان فرید احمد، ریجنل مبلغ) نے ''یوم خلافت کیوں منایا جاتا ہے'' کے عنوان سے کی اور دعا کروائی۔ اس جلسہ کی حاضری 25 رہی۔

اس کے علاوہ ریجن گراں لاؤو کی مزید 11 جماعتوں میں یوم خلافت کے حوالہ سے مختلف پروگرامز منعقد ہوئے۔ جن میں کل 415 افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان پروگراموں کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ ہمیں خلافت کا سلطان نصیر بنائے اور یہ جلسہ جات افراد جماعت کی تربیت کا ذریعہ بنیں۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

جامع کمالات متفرقہ

حضرت مسیح موعودؑ سرتاج الانبیاء محمد مصطفیٰؐ کی ذات بابرکات کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

ہمارے نبیؐ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰؑ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے۔ جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرتؐ کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نامؐ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمدؐ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرتؐ میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرتؐ کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاءؑ تھی۔ اور ہر یک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے۔ اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیحؐ جب آیا تو اس نے مسیح ناصریؑ کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی۔ اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 343)

فقہی کارنر

وضو اور نماز کے بعض طبی فوائد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبّی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے (آنکھ دُکھنے لگتی ہے۔ ایڈیٹر) اور یہ نُزول الماء کا مقدمہ ہے اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔ دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے۔ پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے ناک میں کوئی بدبو داخل ہو، دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی حاجات لے جاتا ہے اور اس کو اپنے مطالب عرض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دُعا کرنے کے لئے فرصت ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ نماز میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے اگرچہ بعض نمازیں تو پندرہ منٹ سے بھی کم میں ادا ہو جاتی ہیں۔ پھر بڑی حیرانی کی بات ہے کہ نماز کے وقت کو تضیع اوقات سمجھا جاتا ہے۔ جس میں اس قدر بھلائیاں اور فائدے ہیں اور اگر سارا دن اور ساری رات لغو اور فضول باتوں یا کھیل اور تماشوں میں ضائع کر دیں تو اس کا نام مصروفیت رکھا جاتا ہے۔ اگر قوی ایمان ہوتا، قوی تو ایک طرف اگر ایمان ہی ہوتا، تو یہ حالت کیوں ہوتی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچتی۔

(الحکم 31 جنوری 1901ء صفحہ 2)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

جنت کا دروازہ اور عطیات و صدقات

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔

(بخاری)

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ''باب الصدقہ'' ہے جہاں سے صدقہ وخیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔

(مسلم)

ایک سبق آموز بات

ہر زبان اور کلچر میں کچھ الفاظ کو ادائیگی اور طرز بیان کے فرق سے مختلف بات بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ جملے ذومعنی جملے کہلاتے ہیں۔ برصغیر میں خاص طور پر پنجاب کے کلچر میں بعض لوگوں میں اس طرز میں گفتگو کرنا معمول کی بات متصور ہوتا ہے۔ لیکن اب یہ طرز انحطاط معاشرہ کے باعث مزید بگڑ چکا ہے اور جگت بازی اور تذلیل والے الفاظ عام ہو رہے ہیں اور مذاق اور ہنسی کے نام پر لوگ دوسروں کو ذومعنی جگت لگا کر یا تذلیل والے الفاظ استعمال کر کے یا نام بگاڑ کر مزہ لیتے ہیں۔ یاد رہے ان باتوں سے اللہ نے قرآن میں سختی سے روکا ہے۔ ان باتوں سے کنارہ کر کے اور اپنی زبان اور جملوں کو شستہ کر کے ہم معاشرہ کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔

طاہر احمد۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن فن لینڈ

طلوع وغروب آفتاب

14 جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:20	19:06
مدینہ منورہ	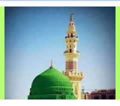	04:12	19:13
قادیان		03:56	19:36
ربوہ		03:36	19:15
اسلام آباد ٹلفورڈ	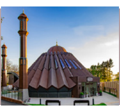	03:34	21:14